حمدِ باری تعالیٰ، نعتِ رسولِ اعلیٰ، مناقبِ اولیاء اللہ

اور دوسرے کلاموں پر مشتمل مجموعہ بنام

شاعر

نفیس المشائخ، ممتاز المحدثین

حضرت علامہ سید شاہ مراد اللہ اثرؔ منیری فردوسی قدس سرہ

ناشر

ای- میل: ------------------------

ویب سائٹ: ------------------------

نام کتاب : **کلامِ اثرؔ**

(حمد، نعت اور مناقب پر مشتمل مجموعۂ کلام)

شاعر : **حضرت علامہ شاہ مراد اللہ اثرؔ منیری**

ترتیب و تدوین: ----------------

پروف ریڈنگ: ----------------

کمپوزنگ : -----------

اشاعت : ------------------------

صفحات : ----------------------

ناشر : --------------------

فہرست مضامین

باسمہ وحمدہ تعالیٰ

کلام اثرؔ

تجلیات

ہے گلشنِ جہاں کی یارب بہار تو ہی
ہر پھول ہر کلی میں ہے لالہ زار تو ہی

قدرت ہے تیری ظاہر ہر شاخ، ہر شجر سے
ہر بیج ہر ثمر میں ہے آشکار تو ہی

کعبہ ہو یا کلیسا سب میں جھلک ہے تیری
ہے شیخ و برہمن کے دل کی پکار تو ہی

جلووں سے تیرے تاباں ہیں شش جہاتِ عالم
ہے چاند اور سورج میں تابدار تو ہی

منصور کی صدا میں پنہاں تھا تو ہی یارب
سرمد کی بھی زباں پر تھا بار بار تو ہی

تیرے سوا نہیں ہے ہم بے کسوں کا والی
بے اختیار ہم ہیں با اختیار تو ہی

ہم ہیں تِرے بھکاری، تو ہے ہمارا داتا
مونس ہمارا تو ہے اور غم گسار تو ہی

ہم مبتلائے غم ہیں محوِ غم والم ہیں
ہے مضطرب دلوں کا صبر و قرار تو ہی

تیرے ہی آسرے پر ہے یہ مرادؔ بے کس
جاری ہے اس کے لب پر لیل ونہار تو ہی

لمعات

بہر شکل و صورت عیاں چار سو ہے
یہاں تو ہی تو ہے، وہاں تو ہی تو ہے

عجب رفعت و منزلت پا رہا ہوں
مِرے دل میں جلوہ نما جب سے تو ہے

ہر اِک شَے موجود ہے تیرا جلوہ
تِری سبح خواں ہی ہر اِک چار سو ہے

انوکھی تِری شان و وحدانیت ہے
ہے سب سے جدا اور پھر سب میں تو ہے

کسی چیز کو تجھ سے خالی نہ پایا
ہر اِک شَے سے ظاہر تِرا رنگ و بو ہے

اثرؔ کی زباں پر رہے نام تیرا
یہی اس کی حسرت، یہی آرزو ہے

مناجات

یاالٰہی تِرا بندہ کبھی ناشاد نہ ہو
مرتکب ہو کے گناہوں کا یہ برباد نہ ہو

گفتگو ہو تو تِری، نام ہو لب پر تو تِرا
بس سوا تیرے کوئی اور مجھے یاد نہ ہو

جا گزیں ہو جو یہاں کوئی تو تو ہو یارب
دل کی دنیا کبھی اغیار سے آباد نہ ہو

درد ہو، دکھ ہو، مصیبت پہ مصیبت ہو مگر
تو نہ راضی رہے ایسی کوئی افتاد نہ ہو

بندگی کا ہے تِری نام اگر قید تو پھر
یہ گنہ گار تو اس قید سے آزاد نہ ہو

عشقِ صادق کا اگر آپ کو دعویٰ ہے مرادؔ
لاکھ تکلیف ہو پر نالہ و فریاد نہ ہو

صل علیٰ صل علیٰ

حضرت محمد مصطفیٰ
صل علیٰ صل علیٰ

اے سبز گنبد کے مکیں
اے شاہ ختم المرسلیں
اے صاحبِ تاج و نگیں
اے باعثِ دنیا و دیں
فخر دو عالم شاہِ دیں
محبوبِ رب العالمیں
شاہد ہے قرآنِ مبیں

حضرت محمد مصطفیٰ
صل علیٰ صل علیٰ

اے صاحبِ کون و مکاں
اے تاج دارِ مرسلاں
ہاں آپ ہی کا آستاں
ہے باعثِ امن و اماں
قسمت سے میں پہنچا یہاں
اب آکے میں جاؤں کہاں
اے سرورِ پیغمبراں
ہو لطف ہم پر بے کراں

حضرت محمد مصطفیٰ
صل علیٰ صل علیٰ

آپ ہی کے رخ کی ضو
پھیلی ہوئی ہے چار سو
دل کی یہی ہے آرزو
ہو سبز گنبد پہ شروع
کب تک پھروں میں کوبہ کو
محشر میں رکھنا آبرو
ہر دم یہی ہے جستجو
ہر لحظہ ہے یہ گفتگو

حضرت محمد مصطفیٰ
صل علیٰ صل علیٰ

ہاں اے شہِ جن و بشر

اے چارہ ساز و چارہ گر

روضۂ پُرنور پر

ہو زندگی اپنی بسر

کہیے تو میں جاؤں کدھر

آپ کا در چھوڑ کر

ہے وردِ لب شام و سحر

خیر البشر، خیر البشر

حضرت محمد مصطفیٰ

صل علیٰ صل علیٰ

اے بادشاہِ دوسَرا

اے معدنِ جود و عطا

اے شافعِ روزِ جزا
ہیں آپ فخرِ انبیا
سن لیجیے بہرِ خدا
عاصی کی اپنے التجا
ہاں یہ مرادِ بے نوا
ہے آپ کے در پر کھڑا

حضرت محمد مصطفیٰ
صل علیٰ صل علیٰ

شربتِ دیدار

اے کاش مجھے ہند سے سرکار بلاتے
پیاسا ہوں مجھے شربت دیدار پلاتے

گر خواب میں رخسارِ پُر انوار دکھاتے
سوئی ہوئی تقدیر کو ہم اپنی جگاتے

پہنچادے مجھے جذبۂ دل سوے مدینہ
اپنی یہ دعا ہے کہ وہیں عمر بتادے

تا چند اثرؔ ہند میں غم گیں و پریشاں
جاتے جو مدینہ تو یہ دکھ درد سناتے

رشکِ اِرم

درِ پاکِ شاہِ امم دیکھ لیتے
جو ہوتی نظر ان کی ہم دیکھ لیتے

خوشا دل کہ جس دل میں یہ آرزو ہو
سراپاے خیر الامم دیکھ لیتے

جو ہوتی رسائی تو روضے پہ جا کر
ذرا ہم بھی ان کا کرم دیکھ لیتے

خوشا روضۃ من ریاض الجنان
جو سنتے ہیں رشکِ ارم دیکھ لیتے

غمِ دین و دنیا سے آزاد ہو کر
بس اس دل میں ہم ان کا غم دیکھ لیتے

جبیں اپنی جھکتی کبھی پھر نہ اٹھتی
جو ہم ان کا نقشِ قدم دیکھ لیتے

جو ان کو خدا کی قسم دیکھ لیتے
وہ مجھ کو جو یوں چشمِ نم دیکھ لیتے

آرزوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مِرا دل ہے اور آرزوے محمد
ان آنکھوں میں ہے جستجوے محمد

ہو صدقے دلِ زارِ نکہت پہ جس کی
وہ ہے کاکلِ مشک بوے محمد

مِرا غنچۂ دل کھلا جا رہا ہے
صبا لا رہی ہے جو بوے محمد

اسی آسرے پر جیے جا رہا ہوں
کہ دیکھوں ان آنکھوں سے روے محمد

شرف ہو حضوری کا اے کاش حاصل
کہوں حالِ دل رو بہ روے محمد

یہی چشمِ مشتاق کی آرزو ہے
کہ دیکھوں دمِ نزع روے محمد

دمِ مرگ یارب ان آنکھوں سے دیکھوں
جمالِ دل آراے روے محمد

سلامِ اثرؔ جا کے کہنا ادب سے
صبا جب گذر ہووے سوے محمد

(صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم)

کفِ پائے محمد ﷺ

(11 صفر، 1373ھ)

ہے عرشِ بریں زیرِ کفِ پائے محمد
اے صل علیٰ رتبۂ والائے محمد

کیا حسن ہے وہ حسنِ دل آرائے محمد
کیا نور ہے انوارِ سراپائے محمد

ہوں شیفتۂ گیسوئے زیبائے محمد
ہر لحظہ ہے سر پر مِرے سودائے محمد

نظروں میں حسیں کوئی سمائے مِری کیوں کر
آنکھیں ہیں مِری محوِ تجلائے محمد

میں سرمہ سمجھ کر اسے آنکھوں میں ملوں گا
مل جائے اگر خاکِ کفِ پائے محمد

ہیں ہیچ غزالانِ خُتَن اپنی نظر میں
ہوں شیفتۂ نرگسِ شہلائے محمد

ہے حسرتِ دیدارِ جمالِ شہِ والا
یارب مجھے دکھلا رخِ زیبائے محمد

معمورِ مرا دل ہے مرادؔ اس کی ضیا سے
ہے جلوہ کُناں اس میں تولائے محمد

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم)

رخِ زیبائے محمد ﷺ

ہے دل میں خیالِ رخِ زیبائے محمد
ہے سر پہ ازل سے مِرے سودائے محمد

ممکن نہیں وصفِ قدِ زیبائے محمد
ہے غیرتِ طوبیٰ قدِ رعنائے محمد

کونین میں تاباں ہے وہی نور ازل سے
اللہ غنی شمعِ تجلائے محمد

وارفتگیِ شوق میں سجدے پہ ہوں سجدے
پا جاؤں جو میں نقشِ کفِ پائے محمد

جبریلِ امیں خادمِ درگاہِ نبی ہے
اللہ رے اوجِ درِ والائے محمد

واعظ ہو تجھے جنتِ فردوس مبارک
میرے لیے ہے درگہِ والائے محمد

(صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم)

بہارِ مدینہ

خوشا اوجِ حسنِ بہارِ مدینہ
خوشا خوبیِ سبزہ زارِ مدینہ

خوشا سرزمینِ نزولِ ملائک
خوشا نکہتِ گل عزارِ مدینہ

خوشا وہ زمیں جس میں ہیں شاہِ بطحا
خوشا شانِ عز و وقارِ مدینہ

خوشا دل کہ جس دل میں ہے عشقِ طیبہ
خوشا سر ہے جس میں خُمارِ مدینہ

مراد آس کی قسمت کا کیا پوچھنا ہے
جو ہو صدقِ دل سے نثارِ مدینہ

دیارِ مدینہ

الٰہی دکھادے دیارِ مدینہ
مِری زندگی ہو نثارِ مدینہ

فضائے دو عالم پہ چھائی ہوئی ہے
بہارِ خوشِ مرغزارِ مدینہ

کلی دل کی کھل جائے جس کی مہک سے
وہ ہے نکہتِ خوش گوارِ مدینہ

دلِ غم زدہ جس سے تسکین پائے
وہ رشکِ ارم ہے بہارِ مدینہ

رسائی درِ پاک تک چاہتا ہوں
کرم مجھ پہ اے شہریارِ مدینہ

بلا لیجیے اپنے در پر خدارا
شہِ بحر و بر تاج دارِ مدینہ

اثرؔ کاش قسمت وہ دن بھی دکھائے
مَلوں سر پہ خاکِ دیارِ مدینہ

میں آگیا مدینے میں

خوشا نصیب کہ میں آگیا مدینے میں
شگفتہ غنچۂ دل ہو گیا مدینے میں

جو سنتے آتے تھے صد شکر میں نے دیکھ لیا
بہار لوٹ رہی ہے فضا مدینے میں

اسی لیے تو تڑپتا تھا ہند میں کب سے
نثار آپ کے میں آگیا مدینے میں

وہ صبح جس پہ فضائے بہشت ہے صدقے
یہ شام ہے کہ ہے نورِ خدا مدینے میں

ہمارے دل کی ہر اک بے کلی ہوئی رخصت
ہزار شکر کہ کل آگیا مدینے میں

شفاعت آپ کی اس کے لیے یقینی ہے
مِری طرح جو کوئی آگیا مدینے میں

بھلا مرادؔ سے ہو شرحِ رازِ دل کیوں کر
کہے یہ کیا کہ ملا اس کو کیا مدینے میں

غوث الاعظم قدس سرہ

مِرے مرشد و رہ نما غوث الاعظم
مِرے ہادی و حق نما غوث الاعظم

مِرے دردِ دل کی دوا غوث الاعظم
مِرے تیرہ دل کی ضیا غوث الاعظم

غمِ ہجر ہے اور یہ بیمار و مضطر
ادھر بھی کرم ہو ذرا غوث الاعظم

بلا لیں مجھے اپنے روضے پہ شاہا
ہو حاصل مِرا مدعا غوث الاعظم

نہ ہو دور کیوں رنج و غم، یاس و حسرت
مِرے جب ہیں مشکل کشا غوث الاعظم

اثرؔ پر ہو چشمِ کرم اب خدارا
سہارا ملے اب تِرا غوث الاعظم

غریب نواز قدس سرہ

تمھارا در ہے کہ دار الاماں غریب نواز
تمھارا ہو کے میں جاؤں کہاں غریب نواز

عجب ہے یہ تو حسن تجلی خواجہ
جدھر بھی دیکھا ادھر ہیں عیاں غریب نواز

ہمارے سر میں ہے سودائے الفتِ خواجہ
ہمارے دل میں ہیں جلوہ کُناں غریب نواز

ازل سے ان کی غلامی کا ہے شرف مجھ کو
ملوں گا میں بھی وہاں ہیں جہاں غریب نواز

خوشا نصیب کہ ہو جائے آپ پر صدقے
وفورِ شوق میں قدموں پہ جاں غریب نواز

نگاہِ لطف اثرؔ پر حضور ہو جائے
جو اس کا حال ہے سب ہے عیاں غریب نواز

شرف الدین قدس سرہ

ہے نورِ نگاہِ شہِ یحییٰ شرف الدین
ملجا مِرا، ماویٰ مِرا، آقا شرف الدین

اِک چشمِ کرم مجھ پہ خدارا شرف الدین
میں جاؤں کدھر ہو کے تمھارا شرف الدین

اس نام کی لذت کو کوئی مجھ سے تو پوچھے
واللہ عجب نام ہے پیارا شرف الدین

یہ نام ملائک کے بھی تو وردِ زباں ہے
میں ہی نہیں کہتا ہوں فقط یا شرف الدین

گردن میں مِری طوقِ غلامی ہے اَزَل سے
میں بندہ ہوں، میں بندہ تمھارا شرف الدین

فکرِ غمِ کونین سے آزاد ہوا میں
رشتہ تِرے دامن سے جو باندھا شرف الدین

اِک جرعہ نگاہوں سے پلا دیجیے مجھ کو
مدت سے ہوں اس جام کا پیاسا شرف الدین

گرتوں کو اٹھایا ہے بہت آپ نے آقا
دے دیجیے مجھ کو بھی سہارا شرف الدین

دیکھا نہیں جاتے ہوئے محروم کسی کو
در پر جو تِرے عجز سے آیا شرف الدین

ہنگامِ اجل سامنے ہو مرقدِ انور
اور وردِ زباں پر ہو مِری یا شرف الدین

ملتا ہے سکوں دل کو مراد اپنے اسی سے
لے لیتا ہوں جو نام تمھارا شرف الدین

امام شرف الدین قدس سرہ

جہانِ زہد و شرف کے امام شرف الدین
مجھے بھی بادۂ عرفاں کا جام شرف الدین

بہت لگائے ہیں دریائے فکر میں غوطے
سمجھ میں آیا نہ تیرا مقام شرف الدین

مِری طرف بھی کرم کی نگاہ ہو جائے
ہے لطف آپ کا جب سب پہ عام شرف الدین

شرف جہاں، شرف الملک، شرفِ دیں یحییٰ
یہی وظیفہ ہے ہر صبح وشام شرف الدین

نگاہِ مہر خدارا ادھر بھی ہو شاہا
اثرؔ ہے آپ کا ادنیٰ غلام شرف الدین

شاہ شرف الدین قدس سرہ

بیاں ہو وصف کس منہ سے کمالِ شاہ شرف الدین
کہ روشن ہے زمانے میں جمالِ شاہ شرف الدین

نبی کے لاڈلے ہیں یہ علی کے یہ چہیتے ہیں
خدا کو بھی پسند آیا خصالِ شاہ شرف الدین

نہیں ممکن قدم میرا کبھی بھی ڈگمگائے اب
بہت ہم پر کرم ہے اور خیالِ شاہ شرف الدین

میں قدموں پر ملوں آنکھیں، نچھاور جان و دل کر دوں
میسر کاش ہو مجھ کو وصالِ شاہ شرف الدین

اذنِ عام

دل میں تو ہے لب پہ تیرا نام ہے
ہم کو تیرے نام ہی سے کام ہے

مطرب و ساقی نہ مَے کا جام ہے
محفل اپنی سر بہ سر ناکام ہے

کھو گئے آغازِ الفت میں حواس
دیکھنا باقی ابھی انجام ہے

مَے کشو! چلتے چلو سنتا ہوں میں
مَے کدے میں آج اذنِ عام ہے

پائے مالِ دور گر دوں گوں نہ ہو
جب مخالف گر دشِ ایام ہے

عارضِ روشن پہ یہ زلفِ سیاہ
ایک جاب کفر اور اسلام ہے

آج چمکا اخترِ قسمت مِرا
سامنے وہ شوخ مہر اندام ہے

آستانِ یار پر ہوں سجدہ ریز
ناصیہ فرسائی اپنا کام ہے

حال کیا ہو دیکھیے اپنا اثرؔ
محفلِ ساقی ہے مَے ہے، جام ہے

راحتِ ابدی

جام پر آہ خالی جام کیا
آخرت کا نہ کچھ بھی کام کیا

وردِ لب میں نے ان کا نام کیا
یہی دنیا میں ایک کام کیا

نام لب پر ہے دل میں یاد ان کی
اب یہی شغل صبح و شام کیا

اب جبیں سا ہوں تیری چوکھٹ پر
دَیر و کعبہ کو بھی سلام کیا

کر دیا خون ایک عالَم کا
اپنا دیدار جس نے عام کیا

مل گئی جس کو راحتِ ابدی
ان کے کوچے میں جب قیام کیا

تیری آنکھوں کی دیکھ کر مستی
ہم نے ترکِ شراب و جام کیا

قابلِ رحم تو نہیں تھا اثرؔ
اس کی رحمت نے اپنا کام کیا

خارِ الم

دل یاد میں اس کی جو بہل جائے تو اچھا
یہ خارِ الم کاش نکل جائے تو اچھا

پرزے ہوں گریباں کے اڑے خاک بھی سر پر
دیوانوں میں نام اپنا نکل جائے تو اچھا

بے پردہ رخِ یار کو میں دیکھوں دمِ نزع
آنکھوں کا مِری پردہ جو ٹل جائے تو اچھا

سر اپنا دمِ واپسیں ہو تیرے ہی در پر
یہ حوصلہ اتنا بھی نکل جائے تو اچھا

اے بحرِ کرم تیرے کرم کا ہے بھروسا
یہ بارِ گنہ سر سے جو ٹل جائے تو اچھا

مر مر کے یوں ہی جینے کا حاصل تو نہیں کچھ
جاں یاد میں ان کی جو نکل جائے اچھا

اے عیسئ دوراں ہو قدم رنجہ ادھر بھی
بیمارِ غمِ ہجر سنبھل جائے تو اچھا

جس دل میں نہیں ہے شررِ عشق و محبت
پروانہ صفت آگ میں جل جائے تو اچھا

نشانِ منزل

راہ میں راہ بَر مِرا دل ہے
فکرِ منزل نہ ہوشِ منزل ہے

پا ہی لیں گے نشان منزل کا
اپنے دل میں جو شوق کامل ہے

خونِ ناحق ہے آج دادِ طلب
حشر میں قاتل آپ بسمل ہے

کوئی شیشہ نہیں نہ توڑ اسے
دل ہے ظالم ارے ارے دل ہے

دن پھریں گے ہماری قسمت کے
نگہِ شوخ آج مائل ہے

شکر ہے تیرے در پہ دم نکلا
زیست کا اپنی بس یہ حاصل ہے

ہے اثرؔ گرچہ سر بہ سر ناقص
اپنے دُھن میں مگر یہ کامل ہے

فسانۂ منصور

غنچے میں، گل میں ہے، نہ تو صحنِ چمن میں ہے
انداز اِک حسیں جو تِرے بانکپن میں ہے

وا چشمِ دل جو ہو تو تماشا کرے کوئی
ہر لحظہ حسنِ دوست نئے پیرہن میں ہے

گلشن وہی ہے، گل بھی وہی، باغ باں وہی
کیا بات ہے کہ لطف نہ سیرِ چمن میں ہے

قند و نبات و شہد میں شیرینی وہ کہاں
جو بات میرے دوست تِرے ہر سخن میں ہے

سچ تو یہ ہے کہ خو گرِ آلام کے لیے
صحرا میں بھی وہی ہے جو صحنِ چمن میں ہے

شاید کہ آج آمدِ فصلِ بہار ہے
اِک دھوم سی مچی ہوئی صحنِ چمن میں ہے

ہے تشنہ لب کوئی، تو کوئی مستِ جامِ مَے
یہ کیسی رسم دوست تِری انجمن میں ہے

اتنا سبق فسانۂ منصور سے ملا
کہ زندگی تو بس اسی دار و رسن میں ہے

فصلِ بہار مجھ کو خزاں سے بھی کم نہیں

پتھر کا جگر

یہی اب سجدۂ شام و سحر ہے
جبیں اپنی کسی کا سنگِ در ہے

نہ بھولے سے قدم آپ اس میں رکھیں
رہِ الفت نہایت پُر خطر ہے

نہیں ہے منحصر کچھ طور ہی پر
ادھر بھی یار پتھر کا جگر ہے

جو شوقِ دید ہو تو کوئی دیکھے
جمالِ یار پیدا سر بہ سر ہے

اثرؔ سے پھیر لیتے ہیں سب آنکھیں
تِری چشمِ کرم کا یہ اثر ہے

کوے قاتل

تمنا ہے یہی دل کی، یہی ہے آرزو دل میں
مِرا لاشہ تڑپتا لوٹتا ہو کوے قاتل میں

کسی کے آفتابِ حسنِ عالم تاب کی کرنیں
چلی آتی ہے چھن چھن کر ہمارے روزنِ دل میں

بغل میں شیشہ، ساغر ہاتھ میں، چالیں بھی مستانہ
عجب انداز سے ساقی مِرا آتا ہے محفل میں

رہے ہم دل کی باتوں میں، نہ پایا زندگی بھر کچھ
عبث عمرِ گراں مایہ کٹی تحصیلِ حاصل میں

کشش کیسی ہے تیرے خنجرِ ابرو میں اے قاتل
کہ میں شوقِ شہادت پا رہا ہوں مضطرب دل میں

تلاشِ حسنِ لیلیٰ میں پھرا کیوں قیسِ آوارہ
وہ تھی گل میں نہاں اس کی ضیا تھی شمعِ محفل میں

حاصلِ زیست

خواجگی ان کی بندگی اپنی
حاصلِ زیست بن گئی اپنی

ان کے قدموں پہ جان دی اپنی
خوب کام آئی زندگی اپنی

تم گئے کیا سکونِ دل بھی گیا
آہ! دنیا بدل گئی اپنی

یہ بھی اِک دیکھنے کا عالم ہے
برہمی ان کی خامُشی اپنی

اللہ اللہ! وہ چشمِ قہر آلود
ہم نے ڈر سے نہ کچھ کہی اپنی

اب تو سر اور کسی کی چوکھٹ ہے
ہائے کیا ہو گئی خودی اپنی

مجھ سے اب آنکھ سب چُراتے ہیں
محوِ حیرت ہے بے کسی اپنی

ہے اثرؔ بحرِ غم میں افتادہ
اس کو دیکھ اور بے رُخی اپنی

رشکِ قمر

مِری جانب جو ذرا ان کی نظر ہو جائے
شبِ فرقت پہ مِری رنگِ سحر ہو جائے

مجھ سے نزدیک مِرا رشکِ قمر ہو جائے
کاش نالوں میں مِرے اتنا اثر ہو جائے

ایک میں ہی نہیں ہوں چاہنے والا تیرا
ہو خدا بھی اسی جانب، تو جدھر ہو جائے

آپ کے ہجر میں کب تک ہو پریشان مرادؔ
اِک نظر مجھ پہ شہِ جن و بشر ہو جائے

رمضان میں

جلوہ گر ہے ہر طرف نورِ خدا رمضان میں
ذرہ ذرہ ہو رہا ہے پُر ضیا رمضان میں

با اثر ہوتی ہے مومن کی دعا رمضان میں
حد سے رہتا ہے فزوں فضلِ خدا رمضان میں

آسماں سے بارشِ انوار کا اِک سلسلہ
رہتا ہے جاری یوں ہی صبح و مسا رمضان میں

ہے نزولِ لطفِ خالق عام جب اس ماہ میں
پھر منور کیوں نہ ہو ارض و سما رمضان میں

واہ کیا کیا ہیں عبادات و تلاوت کے مزے
پوچھیے تو قلبِ مومن سے ذرا رمضان میں

رہتا ہے افطار و سحری کا عجب دلکش سماں
ہے تراویح و تہجد کا مزہ رمضان میں

بخش دیتا ہے خدا مومن کا ہر جرم و خطا
رہتا ہے لطف و کرم حد سے سوا رمضان میں

قید میں رہتا ہے شیطانِ لعیں اس ماہ میں
کچھ عجب ہے ہم پہ خالق کی عطا رمضان میں

ہے عنایاتِ خدا اس ماہ میں بے انتہا
دیکھیے قرآن بھی نازل ہوا رمضان میں

بادۂ توحید سے سرشار رہتا ہے مرادؔ
اے تعالی اللہ کیا کہنا تِرا رمضان میں

ترانۂ سحری

صائمو! جاگ جاؤ تم، کر لو نظارۂ سحر
رات اخیر ہو چلی، چمکا ستارۂ سحر

صائمو! نیند سے اٹھو، عرفۂ صبح کھل چکی
رنگِ سحر نکھر چلا، اب کوئی دم میں پَو پھٹی
جاگو خدا کے واسطے، رحمتِ رب کی ہے گھڑی
ماہِ تمام چل دیا، ساتھ میں لے کے چاندنی
چھٹنے کو آسماں سے ہے، دیکھو غبارۂ سحر

مسلم روزہ دار پر، ہو گیا فضلِ خاص اب

نارِ جحیم کا اسے، خوف نہیں رہا ہے اب

مہرِ منیر ماہ صوم، جلوہ فگن ہوا ہے جب

جام مئے طرب سے مست ہو گئے روزہ دار سب

صبح کی آمد آمد ہے دیکھو اشارۂ سحر

ہیں جو فضائل اس کے وہ کس طرح ہو سکیں بیاں

رحمتِ حق ہے ان دنوں کھل گیا ہے درِ جناں

رحمتیں اس کی عام ہیں نور رہے ہر طرف عیاں

رات اخیر ہو چلی نورِ سحر ہے ضو فشاں

بجنے کو آسماں پہ ہے دیکھو نقارۂ سحر

عام ہیں اس مہینے میں رحمتِ ربِ دوسرا
بارشِ رحمت خدا کی نہیں کوئی انتہا
سر بسجود ہو کے تم کر لو عبادتِ خدا
اور مرادؔ مانگ لو بابِ اثر ہے کھل گیا
وقت اخیر ہو چلا کر لو نظارۂ سحر

لیلۃ القدر

(26 ،رمضان 1371ھ)

للہ الحمد ہے کیا نور عیاں آج کی رات
لطفِ خالق سے ہے معمور جہاں آج کی رات

آج کی رات میں آتی ہے خدا کی رحمت
قابلِ دید ہے رحمت کا سماں آج کی رات

آج کی رات میں نازل ہوا قرآن مجید
نور سے جس کی منور ہے جہاں آج کی رات

آج کی رات پہ قرباں ہیں ہزاروں راتیں
نور ہی نور ہے ہر سمت عیاں آج کی رات

لیلۃ القدر جو قرآں میں کہا ہے رب نے
ہے وہ لاریب یہی جلوہ کہاں آج کی رات

ذرے ذرے میں یہاں نور کی تابانی ہے
آتے رہتے ہیں فرشتے جو یہاں آج کی رات

منتظر جس کے تھے صد شکر وہ رات آپہنچی
پالیا ہم نے بھی فیضِ رمضاں آج کی رات

روزہ داروں کے لیے آج ہے پیغامِ نجات
کیسے مسرور ہیں سب پیر و جواں آج کی رات

ہے تِرا دل ہی فقط اس سے نہ معمور مرادؔ
جس طرف دیکھیے ہے نور فشاں آج کی رات

رخصتِ ماہِ رمضاں

صائمو! دہر سے ہے رخصتِ ماہِ رمضاں
ہو گئی ہم سے جدا صحبتِ ماہِ رمضاں

جلوہ گر نورِ خدا اس میں رہا کرتا تھا
بابِ جنت بخدا اس میں کھلا رہتا تھا
نت نئی اس کی ضیافت تھی یہ وہ مہماں تھا
اہتمام اس کا ہر اِک گھر میں ہوا کرتا تھا
حیف! عالم سے اٹھی برکتِ ماہِ رمضاں

لطفِ خالق کی شب و روز ضیا باری تھی

دن کو روزے تھے اگر، رات کو بیداری تھی

باغِ عالم پہ جو رحمت کی گھٹا طاری تھی

یہ تِیرے فیض کی اے صوم فسوں کاری تھی

ہاتھ سے اب تو گئی دولتِ ماہِ رمضاں

وقت غفلت میں کٹا کی نہ عبادت اس میں

کر سکے ہم نہیں جی بھر کے تلاوت اس میں

واہ کس درجہ تھی اللہ کی رحمت اس میں

کچھ بھی کر لیتے جو ہم کاش عبادت اس میں

رہ گئی دل میں مِرے حسرتِ ماہِ رمضاں

آہ کیا لطفِ تراویح و تہجد ہو بیاں
وقتِ افطار و سحر رہتا تھا دلکش وہ سماں
دیکھ کر جس کو ملَک رہتے فلک پر حیراں
کر سکا کچھ بھی نہیں حیف مرادِ ناداں
ہو سکی تجھ سے نہ کچھ خدمتِ ماہِ رمضاں

کوچ کا قصد ابھی اے مہِ ذی شان نہ کر
رہنے دے سایۂ الطاف ہمارے سر پر
جاں گسل ہے لیے مومن یہ ترا عزمِ سفر
اتنی اچھی نہیں عجلت تو ذرا اور ٹھہر
ہم سے منہ موڑ نہ اے رحمتِ ماہِ رمضاں

چل بسا ماہِ صیام

ساتھ اپنے لے کے رحمت چل بسا ماہِ صیام
سر بہ سر تھا لطفِ خالق سے بھرا ماہِ صیام

تھی نوید شادمانی روزہ داروں کے لیے
مژدۂ رحمت سناتا تھا سدا ماہِ صیام

تھا عبادات و تلاوت کا یہاں اِک لطفِ خاص
نور سے معمور تھا صبح و مسا ماہِ صیام

شاد ہوتا کیوں دلِ مومن نہیں اس ماہ میں
درس دیتا تھا پئے یادِ خدا ماہِ صیام

بارشِ بارانِ رحمت آسماں سے ہوتی تھی
اللہ اللہ کس قدر تھا پُر ضیا ماہِ صیام

تھے تِرے فیضان سے مسرور ہر پیر و جواں
رحمتِ دامن میں لایا تھا کیا ماہِ صیام

مضطرب رخصت سے تیری ہے مرادِؔ بے نوا
قصد جانے کا نہ کر بہرِ خدا ماہِ صیام

ماہِ غفراں الوداع

رخصت اے ماہِ مبارک ماہ غفراں الوداع
الوداع والوداع اے ماہِ رمضاں الوداع

اللہ اللہ کیا خوشی تھی کیا تِرے آنے کی دھوم
روزہ داروں کے دلوں میں تھا مسرت کا ہجوم
ہے خوشی کے بدلے اب تو قلبِ مومن میں ہموم
اور ہے سب کی زبانوں پر یہی اب بالعموم
رخصت اے ماہِ مبارک ماہِ غفراں الوداع

سایۂ رحمت تِرا سر سے جدا ہونے کو ہے

روزہ دارو! دیکھتے ہو کیا سے کیا ہونے کو ہے

آہ! کیسا ظلم چرخِ پُر جفا ہونے کو ہے

جو نہیں ہونے کو تھا اب برملا ہونے کو ہے

رخصت اے ماہِ مبارک ماہِ غفراں الوداع

تعلیمی انہماک

سناتا ہوں تم کو میں اِک واقعہ
سراسر نصیحت سے ہے یہ بھرا

سنا ہو گا مخدوم یحییٰ کا نام
کہ جاری ہے ان کا بہت فیض عام

منیر ایک قصبہ جو پُر نور ہے
وہیں ان کی درگاہ مشہور ہے

انھی کے تھے فرزند شاہِ شرف
جہاں میں وہ مشہور ہیں ہر طرف

ابھی تھے وہ چھ سات ہی سال کے
بزرگ ایک دہلی سے تشریف لائے

شرف نام تھا اور تو امہ لقب
تھے وہ بحرِ ذخارِ علم و ادب

بڑا مدرَسہ ان کا دہلی میں تھا
بہت دور و نزدیک مشہور تھا

شہِ وقت کے دل میں کیا آ گیا
پئے سلطنت خطرہ پیدا ہوا

دیا حکم دہلی سے بنگال جائیں
وہیں علم کی اپنے مسند بچھائیں

وہ دہلی سے بنگال جاتے ہوئے
منیر آئے، کچھ دن یہیں رہ گئے

یہاں وہ بہت زیادہ مسرور تھے
مگر حکمِ شاہی سے مجبور تھے

کیا قصد یاں سے جو بنگال کا
تو مخدوم یحییٰ نے ان سے کہا

کہ لے جایئے ساتھ اس طفل کو
پڑھے علمِ دیں اور عالم یہ ہو

مرادِ دلی ان کی پوری ہوئی
کہ دل میں بھی ان کے یہی بات تھی

کہا پھر یہ والد نے فرزند سے
وہ سن کر بہت زیادہ خرم ہوئے

غرض گھر سے نکلے وہ باصد خوشی
چلے بہرِ تحصیلِ علمِ نبی

وہ نظروں سے پھر تو جدا ہو گئے
کھڑے باپ ماں ان کو دیکھا کیے

اسی طرح طے راہ کرتے چلے
وہ پہنچے سُنر گاؤں آرام سے

وہ مشغول تعلیم میں ہو گئے
دل و جاں سے اس راہ میں کھو گئے

اگر گھر سے خط ان کے جاتا کوئی
خریطے میں رکھ دیتے تھے ویسے ہی

نہ پڑھتے مبادا خبر ایسی ہو
کہ جس سے طبیعت اچاٹ اپنی ہو

ہوئی مدتِ عمر جب تیس سال
ملی دولتِ علم ایزد تعال

پھر استاد نے ان سے یہ بھی کہا
ہے باقی ابھی علم اس کے سوا

وہ ہے کیمیا، سیمیا، ہیمیا
پڑھو گے اگر کام ہی آئے گا

کہا علمِ دیں مجھ کو کافی ہے بس
کہ اللہ بس اور باقی ہَوَس

خیال آیا دل میں کہ اب گھر چلیں
بہت دن کے بچھڑے ہیں سب سے ملیں

نکالیں خطوط اور دیکھیں ذرا
ہے ماں باپ نے اس میں کیا کیا لکھا

جوں ہی ہاتھ میں پہلا نامہ ملا
پڑھا اس کو تو ہوش جاتا رہا

خبر یہ بری اس میں تحریر تھی
کہ جب آئی گیارہویں شعبان کی

تو ظلِ پدر سر سے جاتا رہا
گئے دارِ فانی سے ملکِ بقا

ہوئے مضطرب دل پہ قابو کہاں
خیال آیا ماں کا ہوئے نیم جاں

کہا آپ نے اپنے استاد سے
یہ سن کر بہت وہ بھی غم گیں ہوئے

گھر آنے کی پھر تو اجازت ملی
بصد حسرت و یاس رخصت ملی

سفر ختم کر کے منیر آ گئے
وہ کعبے کو مقصود کے پا گئے

جوں ہی ماں سے ان کی نظر مل گئی
فسردہ کلی دل کی بس کھل گئی

یہ ہے حال پڑھنے کا مخدوم کے
کتابوں میں بس ہے اسی طور سے

جو بچے یوں ہی دل لگا کر پڑھیں
دل و جان سے علم حاصل کریں

تو اونچا بہت ہوگا ان کا مقام
وہ ہوں گے جہاں میں بہت نیک نام

مثال ایسے پڑھنے کی دیکھی نہیں
نظیر اس کی دنیا میں ملتی نہیں

قطعۂ تاریخ

(بموقع واپسی حجِ کعبہ وزیارتِ مدینہ منورہ
حاجی مولوی حمزہ شیر پوری عظیم آبادی)

حج کہ ہے ایک رکنِ اسلامی
فرض ان پر ہے جو ہیں ذی مایہ

پھر بھی ایسے بہت ہیں دولت مند
رہ گئے یوں ہی اور حج نہ کیا

مال وزر پر ہے کچھ نہیں موقوف
جا پہنچتے ہیں کتنے بے مایہ

ایسے ہی مہرباں ہیں اِک میرے
خضر کی عمر دے تو ان کو خدا

ہیں یہ مشہور مولوی ہڑبڑ
میر حمزہ ہے گرچہ نام ان کا

رہتے پٹنہ ہی میں ہیں یہ لیکن
ہے مکاں شیر پور میں ان کا

قد میانہ ہے اور ریش دراز
بال بھی سر میں ہے مگر چھوٹا

دست و پا بھی نہیں ہیں کچھ ایسے
اور بدن بھی تو ہے نہیں موٹا

پھر بھی ہمت بلند ہے اتنی
کام بھاری بھی ان کو ہے ہلکا

پیسے لاتے ہیں یہ مشقت سے
ایک رکھتے ہیں سائیکل ٹھیلا

کچھ کمیشن پہ کام کرتے ہیں
بس یہی ایک ذریعہ ہے ان کا

گام زن ہیں رہِ قناعت پہ
کھالیا چاہے تر ہو یا سوکھا

آدھی روٹی بھی گر ملی نہ کبھی
اس کی ان کو نہیں ہے کچھ پروا

ان کا ہر کام ہوتا ہے جھٹ پٹ
بولنا، دیکھنا ہو یا سننا

جاگنے سونے میں وہی پھرتی
کھانے پینے کا بس وہی نقشہ

رہ گیا بس بنا بنایا کام
ہڑبڑی میں اگر انھوں نے کیا

لاکھ سمجھایئے کہ آہستہ
کام کو کیجیے بھئی حمزہ

سر ہلا کر مگر یہ یہ کہتے ہیں
چاہتا ہوں کہ جلد ہو پورا

رکھتے ہیں اپنے دل میں یہ بے حد
خدمتِ قوم و خلق کا جذبہ

واقعی ہے بھی یہ کچھ ایسی چیز
کہتے آئے ہیں جس کو سب اچھا

جب کہ انیس تھا سنتاون
پہلی بار حج انھوں نے اس میں کیا

اور جب آ گیا سن اکسٹھ
دل میں پھر شوق ہو گیا پیدا

یک بیک بمبئی یہ جا پہنچے
چل دیے گھر سے کچھ نہیں سوچا

پھر تو ان پر جنابِ بیدل نے
لطف فرمایا اور ساتھ لیا

الغرض آ گئے یہ حج کر کے
خیر و خوبی سے گھر بفضلِ خدا

قصہ کوتاہ ختم کرتا ہوں
یوں تو لکھنا مجھے بہت سا تھا

اپنی آنکھوں سے ہم نے دیکھا ہے
اس سفر میں جو ان کا ساتھ ہوا

حکمِ بیدلؔ ہوا کہ کچھ لکھیے
ورنہ میرا قلم کہاں چلتا

سچ جو پوچھو تو انھی کا فیض
چند سطروں میں یہ جو ہے لکھا

روے دل کے عدد کو لے کے مرادؔ
قطعۂ والِ حج یہ لکھ ڈالا

فضلِ منان سے ڈبل حاجی
ہو گئے آج مولوی حمزہ

اجتماع شعرا

اے خوشا یہ ساعتِ میمون و فرخندہ مآل
حبذا یہ اجتماعِ شاعرانِ باکمال

کیا ہی اِٹھلائی ہوئی چلتی ہے گلشن میں صبا
کہ رہی ہے مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

بات کیا ہے جمع ہیں کیوں آج اربابِ سخن
حضرتِ بیدؔل ہیں اس مجلس کے صدرِ انجمن

کون بیدلؔ؟ مدتوں تک درس جو دیتے رہے
ناخدا بن کر جو کشتی علم کی کھیتے رہے

فیض سے جن کے ادب کا ذوق بڑھتا ہی رہا
موج میں جب ہو گیا دریا تو چڑھتا ہی رہا

اس عظیم آباد میں یوں بزم آرائی نہ تھی
پہلے اس گل زار میں ایسی بہار آئی نہ تھی

اس میں شاگردانِ بیدلؔ ہیں نوا سنجِ سخن
ہے نرالی شان سے آراستہ یہ انجمن

ہے عطاؔ و شمسؔ و اخترؔ کی ضیا پھیلی ہوئی
زیبِ محفل ہیں رضاؔ، محسنؔ، رضیؔ، شاہِ علیؔ

یہ ہیں نقادؔ و حمیدؔ و گولوارہؔ و فضاؔ
یہ ثمرؔ ہیں، یہ ہیں سیدؔ، یہ ہیں واہیؔ، یہ صباؔ

غیر شاگردانِ بیدلؔ بھی کئی ہیں اہلِ فن
جن کے دم سے ہے فروغِ حلقۂ شعر و سخن

نیرؔ و شمسؔ و نیازؔ اور یہ غبارؔ خوش نوا
اٹھ رہی ہے ہر طرف سے داد و تحسیں کی صدا

اور یہ حلقہ بگوشِ شادؔ اخترؔ کاکوی
بار آور ہو رہا ہے جن سے نخلِ شاعری

گوشۂ فارسی

حدیثِ دل

اے کہ درگاہت پناہِ ماہمہ
آستانت سجدہ گاہِ ماہمہ

دیدنِ رویت انیسِ جانِ ما
ہر جمالِ تو نگاہِ ماہمہ

منزلِ مادور از دَیر و حرم
سوے کوے تست راہِ ماہمہ

یادِ تو ذکرِ تو یا فکرِ تو
شغلِ ہر شام و بگاہِ ما ہمہ

گاہ سوے ما نظر فرما ز لطف
ما فقیریم و تو شاہِ ما ہمہ

نیست مارا مونسے نے ہمدمے
جز تو در عالم پناہِ ما ہمہ

با کہ گوید ایں حدیثِ دل مرادؔ
کیست جز تو خیر خواہِ ما ہمہ

کوے تو

جاں بہ کوے تو یارسول اللہ
دل بہ سوے تو یارسول اللہ

شرح واللیل والضحیٰ آمد
زلف دروے تو یارسول اللہ

از رگِ جاں عزیزتر آمد
تارِ موے تو یارسول اللہ

غازۂ روے دیں وہم ایماں
خاکِ کوے تو یارسول اللہ

از رؤف ور حیم قرآں خواند
وصف و خوے تو یا رسول اللہ

جاں بیفشایم و ہمی رقصم
من بہ بوے تو یا رسول اللہ

سر خوشی ہا بہ مغز جاں دارم
از سبوے تو یا رسولاللہ

چند اثرؔ را بہ تاب و تب دارد
از روے تو یا رسول اللہ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم)

فدائے تو

دل فدائے تو یارسول اللہ
دیدہ جائے تو یارسول اللہ

طالعِ مہر گشت نور افروز
از ضیائے تو یارسول اللہ

در سرم نیست ہیچ سودائے
جز لقائے تو یارسول اللہ

گرہ از کارِ من کہ بکشاید
ماسوائے تو یارسول اللہ

کَے شفایابد از دمِ عیسیٰ
مبتلائے تو یارسول اللہ

سرمۂ چشمِ قدسیانِ فلک
خاکِ پائے تو یارسول اللہ

نکند ہمسری۔۔۔۔ کسریٰ
باگدائے تو یارسول اللہ

دیگرے نیست گلشنِ فردوس
جز سزاے تو یارسول اللہ

مرغِ رویم پرید از تنِ من
بہ ہواے تو یارسول اللہ

از زبانِ اثرؔ نمی ریزد
جز ثناے تو یارسول اللہ

(صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم)

قبلۂ دل

قبلۂ دل ہست رویت کعبۂ جاں کوے تو
من کہ ہستم عاکفِ یک گوشۂ ابروے تو

جز درِ تو نَے مرا جاے پناہ
من چو میرم گرد تو در کوے تو

در دِلم مہر کسے گردد نہ جاے
در سرِ من ہست سوداے خم ابروے تو

قطعہ

بر درِ تو بہرِ درماں آمدہ

خستہ دل مضطرب پریشاں آمدہ

بہرِ در پاکت بہ صد عجز و نیاز

ایں گدائے پیشِ سلطاں آمدہ

قطعہ

دین و ایمانِ ماست شرف الدین

جان و جانانِ ماست شرف الدین

غم نداریم از تہی دستی

سر و سامانِ ماست شرف الدین

قطعہ

در ازل من دامت بگرفتہ ام
من نگیرم ہیچ دامانے دِگر
در دلِ من آرزوے کوے اوست
من ندارم ساز و سامانے دگر

قطعہ

من کہ بر تختِ دلم شانِ امیری دارم
ایں شرف از درِ یحییٰے منیری دارم
بر درِ پاک نہادہ است سرِ عجز مرادؔ
شادم از بخت کہ سامانِ رہائی دارم

من در آئینۂ دل حسنِ شامی بینم

اندریں راہ رہِ سوے خدامی بینم

زاہد چہ لاف می زنی بر زہد و اتقا

من خاکِ آستانۂ والاے شد نیم

بحالِ مرادِؔ حزیں اے شہا کن

نگاہِ تلطف نگاہِ ترحم

از طفیلِ جناب شرف الدین

رحم کن بر مرادؔ یا اللہ